



رعاية المذہبین فی الدعاء بین الخطبتین

۱۴۱۰ھ

دو خطبوں کے درمیان دعاء کرنے کا بیان

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

ALAHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

۱۲ رِعايَةُ الْمَذْهَبَيْنِ فِي الدَّعَاءِ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ

(دو خطبوں کے درمیان دُعا کرنے کا بیان)

مسئلہ ۱۳۰۸ از کتب الاستیثی سائن ضلع سودت مدرسہ برکوی عبدالحی صاحب مدرس مدرسہ عربیہ
۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ

اس جاسے پر روز جمعہ میں الخطبتین کے جلسہ میں ہاتھ اٹھا کر دُعا آہستہ مانگی جاتی ہے اور بعضے لوگ اس کو
محکومہ شدید و حرام و بدعت سیئہ و شرک قرار دے کر اس فعل کو منع کرتے ہیں، لہذا التماس یہ ہے کہ اس کے جواب
باصواب سے جو رافع جہدال ہو تحریر فرما کر دفعِ غصوت بین المسلمین فرمائیں۔

الجواب

امام کے لئے تو اس دُعا کے جواز میں اصل کلام نہیں جس کے لئے نبی شامع نہ ہوتا ہی سند کافی۔ منورنا
وہی ہے جسے خدا و رسول منع فرمائیں جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، بلہ اُن کی نبی کے ہرگز کوئی شے منوع نہیں
ہو سکتی خصوصاً دُعا سی چیز جس کی طرف خود قرآنِ عظیم نے بکمال ترغیب و تاکید علی الاطلاق بے تحدید و تقید بلایا اور
احادیث شریفہ نے اسے عبادت و منفز عبادت فرمایا، پھر یہاں صحیح حدیث کا فحوی الخطاب اُس کی اجازت پر
دلیل صواب کہ خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میں خطبہ میں دست مبارک بلند فرما کر ایک جمعہ کو
بلند رہنے اور دوسرے کو نہ بلند کرنے پر سے کمال جہاد کی دُعا مانگنا، صحیح بخاری و مسلم وغیرہا میں حدیث انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ قطع خطبہ کو مستلزم، تو بین الخطبتین بدرجہ اولیٰ جواز ثابت، لا جرم علل سے کرام
نے شروح حدیث وغیرہ کتب میں صاف اُس کا جواز افادہ فرمایا، مولانا علی قاری مکی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ مرقاۃ شرح

مشکوٰۃ میں زیر حدیث ثم یجلس فلا یتکلم (امام خلیفہ پڑھے پھر بلا گفتگو بیٹھ جاتے۔ ت) فرماتے ہیں،

لا یتکلم ای حال جلوسہ بغیر الذکر او الدعاء
او القراءۃ مسرود الاولی القراءۃ لروایۃ
ابن جہان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم یقرأ فی جلوسہ کتاب اللہ الخ
نہ گفتگو کرے یعنی بیٹھنے کی حالت میں آہستہ ذکر یا
قرآنہ کے علاوہ بات نہ کرے، قرأت اولیٰ ہے
کیونکہ ابن جہان کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم بیٹھنے کی حالت میں کتاب اللہ کی تلاوت
فرماتے تھے الخ (ت)

حافظ الشان شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف
میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں،

واستفید من ہذا ان حال الجلوس بین الخطبتین
لا کلام فیہ لکن لیس فیہ نفی ان ینکر اللہ او
یدعوہ سراً۔
اس کا مفاد یہ ہے کہ دونوں خطبوں کے درمیان بلا کلام
بیٹھنا ہے لیکن اس سے اس بات کی نفی نہیں کہ
آہستہ آہستہ اللہ کا ذکر اور دعا بھی کی جائے (ت)

علامہ زرقانی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح مواہب لہ فیہ و منہ محمد یہ میں فرماتے ہیں،
ثم یجلس فلا یتکلم (جہرا فلا ینافی
روایۃ ابن جہان انہ کان یقرأ فیہ
ای الجلوس وقال الحافظ مفادہ الخ)
اخر ما مر۔
پھر خطیب گفتگو کے بغیر بیٹھ جائے (یعنی بلند آواز سے
گفتگو نہ کرے یہ بات روایت ابن جہان کے منافی
نہیں کہ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس (جلوس)
میں قرأت فرماتے تھے اور حافظ نے کہا اس کا مفاد
وہ جو پہلے بیاہی ہو چکا ہے۔ (ت)

بلکہ صحیح حدیث حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متعدد اقوال صحابہ و تابعین کی رو سے یہ جلسہ ان اوقات
میں ہے جن میں ساعت اجابت جمعہ کی امید ہے، صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت ابی موسیٰ اشعری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دربارہ ساعت جمعہ فرمایا،

لہ مرقاة شرح مشکوٰۃ باب الخطبہ والصلوۃ الخ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ طمان ۲۷۰/۳
لہ فتح الباری شرح البخاری باب القعدۃ بین الخطبتین یرم الجمعہ مطبوعہ مطبعۃ البابۃ مصر ۵۷/۳
لہ شرح الزرقانی علی المواہب ابواب الثانی فی ذکر صلوتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الجمعہ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۳۸۵/۷

ہی مابین ان یجلس الامام الی انت
تقصی الصلوۃ لہ
امام کے جلوس سے نماز ختم ہونے تک ساعت
جمعہ ہے۔ (ت)

دوسری حدیث میں آیا حضور پر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا، شروع خطبہ سے ختم خطبہ تک ہے
رواہ ابن عبد البر عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (اسے ابن عبد البر نے حضرت عبداللہ ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ ت) انہی ابن عمر و ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ خروج امام
سے ختم نماز تک ہے۔ یونہی امام عامر شیبی تابعی سے منقول رواہ ابن جریر الطبری (اسے ابن جریر طبری نے
روایت کیا ہے۔ ت) انہی شیبی سے دوسری روایت میں خروج امام سے ختم خطبہ تک اُس کا وقت بتایا
رواہ المدوزی (اسے امام مدوزی نے روایت کیا۔ ت) اسی طرح امام حسن بصری سے مروی ہوا رواہ
ابن المنذر (اسے ابن المنذر نے روایت کیا۔ ت) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اذان سے نماز
تک رکھا رواہ حمید بن زنجویہ (اسے حمید بن زنجویہ نے روایت کیا۔ ت) بہر حال یہ وقت بھی
اُن میں داخل، تو یہاں دعا ایک خاص تر غیب شرع کی مورد خصوصاً حدیث دوم پر جبکہ کسی مطلب خاص کے لئے
دعا کرنی ہو جسے خطبہ سے مناسبت ہو تو اُس کے لئے یہی جلسہ بین الخطبتین کا وقت متعین بلکہ علامہ طیبی شراح
مشکوٰۃ نے ہاتھیں اسی وقت کو ساعت اجابت بتایا اور اُسے بعض شراح مصابیح سے نقل فرمایا بلکہ خود
ارشاد اقدس مابین ان یجلس الامام (امام کے بیٹھنے سے لے کر۔ ت) سے یہی جلسہ مراد رکھا،
اشعة اللغات شرح مشکوٰۃ میں ہے،

می گفت آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در شان
ساعتہ الجمعۃ کہ آن ساعت میان نشستن امام ست
بر منبر تا گزاردن نماز طیبی از جلوس نشستن میان
دو خطبہ مراد داشتہ الخ
حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ کی ساعت کے
بارے میں فرمایا کہ وہ گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے
سے لے کر نماز ادا کرنے تک ہوتی ہے۔ علامہ طیبی
نے جلوس سے مراد دو خطبوں کے درمیان بیٹھنا

یا ہے الخ (ت)

اس قول پر تو بالخصوص اسی وقت کی دعا شرعا اہل المندوبات واجب مرغوبات سے ہے پھر اس
قدر میں اصلاً شک نہیں کہ جب بغرض تقویت رجائع احادیث و اقوال علما چاہے جو امثال باب ثل لیلۃ القدر

و غیر ہا میں ہمیشہ مسلک متقی رہا ہے تو بقیہ اوقات کے ساتھ اس وقت بھی دعا ضرور درکار ہوگی اور اس کے
 نیک و متحسن ماننے سے چارہ نہ ہوگا، و جرم صاحب عین اعلم نے کہا جو اکابر علما نے حنفیہ سے ہیں صاف تصریح فرمائی
 کہ اس جلسہ میں مستحب ہے، اسی طرح امام ابی النیر نے افادۃ المستعان جمع فرمایا، طرہ یہ کہ یہ قول امام مدوح
 حضرات متکبرین کے امام شریکائی نے نیل الاوطار شرح فتاویٰ الاخبار میں نقل کیا اور مقرر و مسلم رکھا،

حدث قال في عدة الاقوال الشكاثون عند الجلوس بين الخطبتين حكاه الطيبي الخ ثم قال قال ابن المنير حسن جمع الاقوال فتكون ساعة الاجابة واحدة منها لا يفتن فيها فسادها من اجتهد في الدعاء في جميعها آخر
 یہاں انہوں نے قیروں قول شمار کرتے ہوئے کہا کہ دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت، اسے طیبی نے نقل کیا ہے الخ پھر کہا کہ ابن منیر نے کہا تمام اقوال احسن ہیں ساعت قبولیت تو ایک ہی ہے اسے وہی پائے گا جو تمام وقت دعائیں رہے گا۔ دت

یہ حکم امام لاسے، رہے مقتدی ان کے بارے میں ہمارے امام کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مختلف، امام ثانی عالم ربانی قاضی الشرق والغرب حضرت امام البریلوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک انہیں صرف بحالت غلبہ سکوت واجب قبل شروع و بعد ختم و بی الخطبتین دعا و غیر کلام دینی کی اجازت دیتے ہیں۔ اور امام الائم مالک الاثر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود امام سے ختم نماز تک عند التفتین دینی و دنیوی ہر طرح کے کلام یہاں تک کہ امر بالمعروف و جواب سلام بلکہ نقل استماع ہر قسم کے کام سے منع فرماتے ہیں اگرچہ کلام آہستہ ہو اگرچہ خطیب سے دور بیٹھا ہو کہ خطبہ سننے میں نہ آتا ہو۔ امام ثالث محرم الذہب محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ خطبتین میں امام اعظم اور قبل و بعد میں امام البریلوسف کے ساتھ ہیں، درختار میں ہے،

اذا خرج الامام من الحجرة والافقيامة للعود شرح المجمع فلا صلوة ولا كلام الى تمامها ولو تسبىحا او دسلا او امرا بمعروف بلا فرق بين قريب وبعيد وقال لا بأس بالكلام قبل الخطبة وبعدها واذا جلس عند الثاني والخلاف في كلام
 جب امام حجرہ سے نکلے وہ جب منبر پر چڑھنے کے لئے کھڑا ہو شرع الجمع، تو اس وقت سے اعتناء تک نہ نماز ہے نہ کلام اگرچہ وہ ایک تسبیح یا سلام کا جواب یا امر بالمعروف ہو، قریب اور بعید بیٹھنے والے میں کوئی فرق نہیں، صاحبین کے نزدیک غلبہ سے پہلے اور بعد اور امام البریلوسف کے ہاں جب خطبے کے درمیان بیٹھتے

یتعلق بالآخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعاً
ملقطاً۔ گفتگو میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ اختلاف اس گفتگو کے بارے میں ہے جو آخرت سے متعلقہ ہو اس کے علاوہ گفتگو بالاتفاق مکروہ ہے۔ (ت)

تحقیق یہی ہے اگرچہ یہاں اختلاف نقول بعد اضطراب پر ہے کہ سب کو مع ترجیح و تنقیح ذکر کیجئے تو کلام طویل ہو، اس تحقیق کی بنا پر حاصل اس قدر کہ مقتدی دل میں دعا مانگیں کہ زبان کو حرکت نہ ہو تو بلاشبہ جائز کہ جب عین حالتِ خطبہ میں وقت ذکر شریف حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دل سے حضور پر درود بھیجا مطلوب، تو بین الخطبتین کہ امام ساکت ہے دل سے دعا پڑھنے والی روا۔ روا الحارثی میں ہے، اذا ذکرنا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجوہر بل بالقلب وعلیہ الفتویٰ دہلیؒ۔ جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک ذکر آئے تو بالجوہر کی بجائے دل میں درود شریف پڑھ لیا جائے اسی پر فتویٰ ہے، ربی دستا

اور زبان سے مانگنا امام کے نزدیک مکروہ، اور امام ابی یوسف کے نزدیک جائز، اور مختار قول امام ہے، تو بیشک مذہب منقح حنفی میں مقتدیوں کو اس سے احتراز کا حکم ہے نہ کہ اُس بنائے فاسد پر جو جنائت جہالات و ہابیہ ہے کہ عدم درود و خصوص درود عدم خصوص ہے، وہ بھی خاص حق جواز میں منع کے لئے ممانعت خاصہ خدا و رسول کی کچھ حاجت نہیں کہ یہ تو محض جہل و سفہ و حکم ہے بلکہ اس لئے کہ اذا خرج الامام فلا صلوة ولا کلام (جب امام نکل آئے تو نہ کوئی نماز ہے نہ کلام۔ ت) پس غایت یہ کہ جو لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہوں انہیں بتا دیا جائے کہ نہ کہ معاذ اللہ برہمنی گمراہ حتیٰ کہ بلا وجہ مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا جائے کیا ظلم ہے جب ان اشیاء کے نزدیک اللہ عزوجل کو پکارنا بھی شرک ہوا تو مگر شیخ نجدی یعنی ابلیس لعین کا پکارنا توحید ہوگا حاشا للہ اللہ ہی کے لئے پاکیزگی ہے۔ ت) یہ اُن پر عقلوں کی بد زبانیاں ہیں جن کا مزہ آخرت میں کھلے گا، جب لا الہ الا اللہ مسلمانوں کی طرف سے اُن بیباکان پر سرف سے جھگڑنے آئے گا،

و یعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون
اور اب جانا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کدوٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ (ت)

۱۱۳/۱	مطبوعہ مطبع مجتہاتی دہلی	باب الحجۃ	لے در مختار
۹۰۶/۱	مصحف البانی مصر	"	لے رد المحتار
		۲۴۴/۲۶	لے القرآن

قول اربع مخالفت سہی پھر بھی ان دعا کرنے والوں کے لئے خود ہمارے مذہب و کتب مذہب میں متعدد راہیں تجویز و اجازت کی ہیں :

اولاً یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو اس ترغیب کے ساتھ اُس جہالت نجدیہ کا بھی علاج کافی ہے کہ وہ اس وقت قبیح بالتصریح جارتہا تے ہیں حالانکہ یہ الفاظ مخصوص وقت و رد اُس کا بھی نہیں۔

ثانیاً بعض کے نزدیک مقتدیوں کو صرف جہر ممنوع ہے آہستہ میں حرج نہیں، اور اس کی تائید اُس قول سے بھی مستفاد کہ عین حالت غلبہ میں ذکر اقدس میں گرا آہستہ در و در پڑھنے کا حکم دیا گیا اگرچہ تحقیق وہی ہے کہ دل سے پڑھے :

كما قد مضى عن الرضی وهو معنى ما في الدر المختار من قوله والحواب انه يوصل على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم عند سماع اسمه في نفسه أو من مال القهستاني الى التاويل بالاختفاء خلافا لما في الجوهرية وغيرهما من الكتب المعتبرة قال الشافعي اي بان يسمع نفسه او يسمع الحروف فانهم فسروه به وعن ابی يوسف قلبا كما في الكرماني قهستاني واقصر في الجوهرية على الاخير حيث قال ولم ينطق به لانها تدرك في غير هذا الحال والسماع يقوت الله مختصرا واما قول القهستاني انهم فسروه به فانما اراد به دفع الاستبعاد عما اختاراه من التاويل فانت ظاهر اللفظ هو ارادة القلب ومع ذلك ربما اطلقوه وفسروه به اي بالاسرار

جیسا کہ رحلی کے حوالے سے ذکر کر آئے ہیں، در مختار کے ان الفاظ سے بھی وہی مراد ہے کہ حوَاب یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر دل میں درود شریف پڑھا جائے اور اگرچہ قہستانی کا میلان اخفاء کی طرف ہے مگر جوہرہ اور دیگر کتب معتبرہ اس کے خلاف ہیں، شافعی کہتے ہیں کہ اس کا اپنا نفس میں یا حروف کی قطع ہو کر نہ کہ علماء نے اس کی تفسیر یوں ہی کی ہے، امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ دل میں پڑھے جیسا کہ کرمانی میں ہے قہستانی نے جوہرہ میں آخری پر ہی التفکیک ہے ان کے الفاظ میں اس کے ساتھ نقلی ذکر ہے کیونکہ اس حال کے علاوہ میں اسے پایا جاسکتا ہے مگر اس کے ساتھ سماع فوت ہو جائیگا اور اختصاراً رہا قہستانی کا قول کہ فقہاء نے اس کی تفسیر یہی کی ہے، اس سے ان کی مراد اس جہد کو ذکر کرتے ہیں جو ان کی اختیار کردہ تاویل

على القولين في تحديد ۳۔ میں تھا کیر نکہ "فی فقیہ" ظاہراً الفاظ قرار دہ
قلب پر وال ہیں حالانکہ اس کے باوجود اس کا اطلاق کر کے اس کی تفسیر غنی ہونے کے ساتھ کرتے ہیں ، ان
دونوں اقوال پر جو اس کی تعریف کے بارے میں ہیں - (ت)

ثالثاً امام نصیر بن یحییٰ و امام محمد بن الفضل وغیرہ عین حالت خطبہ میں بعید کہ خطبہ کی آواز اس
نکتہ پہنچے انصاف واجب نہیں جانتے ، اور امام محمد بن مسلمہ بھی صرف ادنیٰ کہتے ہیں اگرچہ مفتی بہ اس پر
بھی وجوب قرآن جلسہ میں کہ آواز ہی نہیں بدرجہ ادنیٰ واجب نہ کہیں گے۔ حلیۃ تدبیر میں ہے :

قال فی النہایۃ اذا کان بحیث لا یسمعہا الادویۃ
فہ عن اصحابنا فی المبسوط وقد اختلفت
المشاغہ المتاخرون فیہ فعن محمد بن
صلیۃ الانصاف ادنیٰ وعن نصیر بن یحییٰ
انہ کان بعید او کان یحرف شفتیہ بالقرآن
وفی العنایۃ ان الانصاف مختار الکونین و
صاحب الہدایۃ وقال بعضهم قرأۃ القرآن
ادنیٰ وهو اختیار الفضلاء

تہا یہ میں ہے اس وقت جب ایسے مقام پر ہو کہ وہ
خطبہ نہیں سنی رہا ، جس طرح چارے اصحاب
(احناف) سے کوئی ایک روایت ہے ، متاخرین
مشافح کا اس میں اختلاف ہے ، محمد بن مسلمہ کے
نزدیک خاموشی ادنیٰ ہے۔ نصیر بن یحییٰ کے بارے
میں ہے کہ جب وہ خطیب سے دور ہوتے تو ان
کے ہونٹ تلاوت قرآن سے حرکت کر رہے ہوتے
تھے۔ غیار میں ہے خاموشی ، کوئی اور صاحب ہدایہ

کا مختار ہے۔ بعض نے مندرجہ تلاوت قرآن ادنیٰ ہے۔ فضلاء کے ہاں یہ مختار ہے۔ (ت)
رد المحتار میں فیض سے ہے ، الاحوط السکوت و بہ یفتی (سکوت ہی احوط ہے اور اسی پر
فخریٰ دیا جائے گا۔ ت)

رابعاً بعض علماء کا گمان ہے کہ چارے امام کے نزدیک بھی صرف کلام دنیوی ممنوع ہے دعا و
ذکر مطلقاً جائز حتیٰ کہ عین حالت خطبہ میں بھی ، اگرچہ صواب اس کے خلاف ہے کما فقد مر عن الدرد (جیسا
کہ در کے حوالے سے گزرا۔ ت) جبہ الغنی نامی حلیۃ میں فرماتے ہیں :

اما تأمین المؤمنین علی دعاء المخطیب الترضی
عن الصحابة والدعاء للسلطان بالنصر
خطیب کی دعا پر مؤذنین کا آمین کہنا ، صحابہ کے
نام سن کر رضی اللہ عنہ کہنا ، بادشاہ کے لئے دعا

فليس هذا من الكلام العرفي بل هو من قبيل التبيين ونحوه فلا يكره في الاصطلاح وبيننا على هامشها ان هذا من اشتباه عرض له رحمه الله تعالى من تصحيح النهاية والعناية لتجويز الكلام الاخرى وانما كلامهما فيما قبل شروع الخطبة وبعدها الحالها ثم هو ايضا لا يخلو عن نظر كما يظهر من مراجعة ما علقنا على هامش رد المحتار والاصح الاحوط اطلاق المنع كما افاده الزيلعي لذلالمعش عليه في عامة الكتب المعتمدة كالبحر والنهر والدور والمختار

یہ کلام عرفی نہیں بلکہ از قبیل تسمیحات وغیرہ ہے لہذا اصح قول کے مطابق یہ مکروہ نہیں، ہم نے اس کے حاشیہ میں تحریر کیا کہ علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ اشتباہ نہایہ اور غنایہ کی تصحیح سے عارض ہوا کیونکہ انہوں نے کلام اخروی پر محمول کیا ہے حالانکہ ان کا کلام خطبہ سے پہلے یا بعد پر محمول ہے نہ کہ درمیان میں، پھر وہ بھی محل نظر ہے جیسا کہ حاشیہ رد المحتار کی طرف مراجعت سے ظاہر ہوگا اصح اور احوط مطلقاً منع ہے جیسا کہ ذیل میں فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ عامہ کتب معتدہ میں اس مسئلہ کو اختیار نہیں کیا گیا مثلاً تجسس، فہرست اور رد المحتار (دست)

اور مذاہب دیگر پر نظر کیجئے تو حد درجہ کی ترسیعیں ہیں حتیٰ کہ محیط میں تو یہاں تک منقول کہ من العلماء من قال السكوت طلب المقوم كان لا رما في من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم اما اليوم فغير لائمه آه ونقله عنه القهستاني۔

بعض علماء نے کہا کہ لوگوں پر سکوت رسالتا تب صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیاست میں لازم تھا اب لازم نہیں رہا اور اسے قسمستانی نے نقل کیا ہے۔ (دست)

علمائے محققین تو ایسے مسائل اجتہاد میں انکار بھی ضروری و واجب نہیں جانتے نہ کہ عیاذاً باللہ قربت تا بہ تفصیل و اکفار۔ سیدی عارف باللہ محقق تاجلسی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں، ان المسئلة الواقعة كما هي الآن في جوامع بلادنا وغیرہ يوم الجمعة من المودنين متى امکن تخريجها على قول من الاقوال

علمائے محققین تو ایسے مسائل اجتہاد میں انکار بھی ضروری و واجب نہیں جانتے نہ کہ عیاذاً باللہ قربت تا بہ تفصیل و اکفار۔ سیدی عارف باللہ محقق تاجلسی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں، ان المسئلة الواقعة كما هي الآن في جوامع بلادنا وغیرہ يوم الجمعة من المودنين متى امکن تخريجها على قول من الاقوال

سنة حیدرة النبوة ۱۳۳۴ء الکلام فی حال الخطبة
سنة جامع الرموز بحوالہ محیط فصل فی صلوة الجمعة
مطبوعہ مکتبہ نورید رضویہ فیصل آباد ۳۰۹/۶
مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۲۶۶/۱

فی مذہبنا و مذہب غیرنا فلیست بمتکرمین بحیب
انکارہ و النہی عندہ انما المتکرمین و قد
الاجماع علی حرمتہ و النہی عنہ
مذہب یا دوسرے مسلک میں ممکن ہے تو یہ ایسا ناجائز
نہیں کہ اس کا انکار اور اس سے منع لازم ہو، مگر
تو وہ ہوتا ہے جس کی حرمت اور حاکمیت پر اجماع ہو۔
بالجملہ مقتدیوں کا یہ فعل تو علی الاطلاق منوع مگر مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک بدعتی کہنا بالاجماع حرام قطعی
تو یہ حضرات مافیہین خود اپنی خبریں اور انام کے لئے تو اس کے جواز میں اصلاً کلام نہیں، ہاں خوف مفسدہ
اعتقاد عوام ہو تو التزام نہ کرے، فقیر فقراۃ اللہ تعالیٰ اس جلسہ میں اکثر سکوت کرتا اور کبھی اخلاص کبھی درود
پڑھتا ہے اور رفقہ یہ بھی نہیں کرتا کہ مقتدی دیکھ کر خود بھی مشغول ہوتا نہ ہوں، مگر معاذ اللہ ایسا ناپاک
تشدد و شرع کبھی روا نہیں فرماتی، مولیٰ تعالیٰ ہدایت بخشنے آمین واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علیمہ اللہ
واحکم۔

منہجہ از ہل کتور ضلع اوٹکند مکان سوار سینٹ صاحب مرسلہ سید حیدر شاہ صاحب

۲۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

جناب فیض آب جامع علوم فقلیہ و عادی فنون عقلیہ علامہ و ہر فائدہ عصر مولانا مولوی احمد رضا خاں
صاحب ادام اللہ فیوضہ ادا سائے آداب کے بعد بندہ حیدر شاہ عرضی رساں ہے کہ ایک مسئلہ کی ضرورت ہے
چونکہ آپ مشاریر ملائے انام سے ہیں اور آپ کے اخلاق و اوصاف بہ نہایت ہیں اور بہت لوگوں سے
سنا ہے کہ آپ حنفی المذہب سنی الشرب ہیں و نیز جواب سوال جلد ترسیل فرماتے ہیں، لہذا انا سس
خدمت فیض ورجت میں یہ ہے کہ اگر جواب سے سرفراز فرمائیں، مذہب حنفی و شافعی میں بین الخطبتین
باتحاد اٹھا کے دعا مانگنی مشروع و منسوخ ہے یا نہیں؟ مترجم اردو الدعا المختار ایک جگہ لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ
بریلی کے علماء سے اسی مسئلہ میں استفتاء طلب کیا گیا تھا چنانچہ وہاں کے علماء کا فتویٰ یہی ہوا کہ باتحاد اٹھا
کے دعا مانگنی بین الخطبتین بہت سید و غیر مشروع ہے، پس آیا یہ بات سچ ہے یا غلط؟ چونکہ آپ بریلین
بریلی کے ہیں آپ کو حقیقت اس کی کا شیخی معلوم ہوگی پس آپ اطلاع دیجئے کہ مترجم نے ٹھیک لکھا ہے یا محض
دھوکا دہی عوام الناس سے۔ آمین و توجروا

الجواب

مسنوئیت مصطلحہ کہ تارک مہتوجیب عتاب اللہ و آثم و مستحق عذاب اللہ ہو و العیاذ باللہ یہ نہ کسی کا

مذہب نہ دُعا کرنے والوں میں کوئی دُعا نہیں کافرا کی بلکہ وقت مرجع الاجابہ جان کر دُعا کرتے ہیں اور بیشک وہ ایسا ہی ہے اور دعا مغز جہادت و انجائے ذکر الہی عزوجل سے ہے جس کی تکثیر پر بلا تقیید و تحدید نصوس قرن عظیم احمدیث متواترہ نبی رؤف رحمہ علیہ و علی اکبر الفضل الصلوۃ والتسلیم مطلق اور ہاتھ اٹھانا حسب تصریح احادیث و نقل فریادات علمائے قدیم و حدیث سننی و آداب دُعا سے ہے خطیب کے لئے اُس کی اجازت و مشروعیت تو باتفاق مذہبین متفق و شافعی ہے یہ توہمی سامعین کے لئے جبکہ دُعا دل سے ہو نہ زبان سے، اور سامعین کا اُس وقت زبان سے دُعا مانگنا جس طرح ان بددین مروج و معمول ہے، مذہب شافعیہ میں تو اُس کی اجازت و مشروعیت ظاہر کہ ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالیٰ میں ضبط ہوتے وقت بھی کلام سامعین ناجائز و حرام نہیں جانتے صرف مکروہ مانتے ہیں اور اگر اہل کلام شافعیہ میں جب مطلقاً بولی جاتی ہے اس سے کراہت تنزیہی مراد ہوتی ہے بخلاف کلمات استنسال الحنفیۃ رحمہم اللہ تعالیٰ فان غالب محکمہا بہا مطلقۃً فیہا کراہۃ التحجیم (بخلاف ہمارے ائمہ احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات کے کیونکہ ان میں غالب یہی ہے کہ مطلقاً کراہت مکروہ تحریمی ہے۔ ت۔ ملاحظہ العینی ناہی قدس سرہ القدسی حدیثہ غیر شرع طریقہ محمدیہ اذات ایضا مسئلۃ الشطرنج میں فرماتے ہیں،

الکراہۃ عند الشافعیۃ اذا اطلقت تنصرت
الی التذہیبیۃ لا التذہیبیۃ بخلاف مذہبنا
شرائع کے نزدیک مطلق کراہت کا اطلاق مکروہ تنزیہی
پر ہوتا ہے نہ کہ تحریمی پر بخلاف ہمارے مذہب کے
(اس میں تحریمی پر ہے)۔ (ت)

اور سبوت خطیب کے وقت جیسے قبل و بعد خطبہ میں الخطبتین و ملاحظہ کراہت بھی نہیں مانتے۔ امام ابو یوسف
اور سیل شافعی کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں،

لا یجیب الاستماع وهو شغل الصم بالصم
استماع واجب نہیں، اور استماع سے مراد کانوں
کو سماع میں مشغول کرنا ہے۔ (ت)

اُسی میں ہے،

لا یحرم کلام حال الخطبۃ لا علی الخطیب
ولا علی البامومین السامعین وغیرہم
خطبہ کے دوران کلام حرام نہیں، خطیب پر نہ
مقتدیوں پر، ہاں غیر غرض کے مکروہ ہے، مثلاً

لکن یکرہ الاقرض مہم کا نذر من یقع فی
بئر او عقر ب ویتعلو خیرا او نہیں عن شیء
اُسی میں ہے :

لا یکرہ الکلام حال الاذان والابین الخطبتین
والابین، لفظیۃ والصلوۃ

علامہ ابن الدین شافعی تلمیذ امام ابن حجر مکی فتح المعین بشرح قرۃ العین میں فرماتے ہیں :

یکرہ الکلام ولا یحرم حالۃ الخطبۃ لا قبلہا
ولوبعد الجلس علی المنبر ولا بعدھا ولا بین
الخطبتین ولسن تثبیت العہد والرد علیہ
ورفع الصوت من غیر بانفۃ بالصلوۃ والسلام
علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عند ذکر
الخطیب اسمہ او وصفہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم قال شیخنا ولا یبعد ندب الترویج
عن الصحۃ بقرۃ صحت وکذا التامین
لنداء الخطیب آمم مختصرا .

مستحب ہونا بعید نہیں اس اختصاراً (ت)

یہ بھی حدیث حنفی میں امام ثانی قاضی ربانی سیدنا امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی مطلقاً
جواز ہے اوقات طہر خیر حال طہر یعنی قبل و بعد دعائیں خطبتین میں اگرچہ کلام دنیوی منع فرماتے ہیں مگر کلام دینی
مثلاً ذکر تسبیح مطلقاً جائز رکھتے ہیں اور پُر ظاہر کہ دعا خاص کلام دینی و عبادت الہی ہے۔ مرا فی الفلاح
میں ہے :

واخرج لا صلا فلا صلوۃ ولا کلام وهو قول جب امام آجائے تو کوئی کلام و نماز نہیں اور یہی

سہ انوار لا اعمال البرار فصل صلوۃ الجمعة
سہ فی فتح المعین شرح قرۃ العین
سہ فی صلوۃ الجمعة عامر الاسلام پورپرس ترویج گاری انڈیا

الامام وقال ابو يوسف ومحمد لا بأس
بالكلام اذا خرج قبل ان يخطب واذا نزل
قبل ان يكبر واختلف في جلوسه اذا سكنت
فخذت ابني يوسف بياض لان الكراهة للاختلال
لفرض الاستماع ولا استماع هنا ، وله
اطلاق الامارة ببعض الاختصاص -
مباح ہے کیونکہ کراہت کی وجہ خطبہ سننے میں غصہ کا واقع ہونا ہے اور یہاں استماع نہیں ہے ان کی
دلیل امرکا اطلاق ہے اور مختصراً (ت)

صاحب مذہب امام الامام سید امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ خروج امام سے فراغ نماز تک
کلام سے مخالفت فرمائی۔ مشائخ مذہب اس سے مراد میں مختلف ہوئے اور تصحیح بھی مختلف آئی ، بعض فرماتے
ہیں مراد امام صرف دنیوی کلام ہے ، اوقات شغل میں دینی کی اجازت عام ہے ، نہایت وغیرہ میں اسی کو ملحوظ رکھا
ایسا ہی فخر الاسلام نے مبسوط میں فرمایا۔ مشائخ کرام نے مطلق مراد لیا ، امام زیلی نے زمین الحقائق میں
اسی کو ملحوظ رکھا۔

قلبت و اطلاق التتوت و اکثر الکتاب علیہ
ما شیت و عامة التفاسیر مع عنه ناشیت کما
یظهر بہر اوجه ما علقنا علی رد المحتار
فہو اصح المتصحیحین فیما اعلم کیف لا وقد
صرح المحققون ان الدنیوی مکروہ اجماعاً
فلولہ نہی الامام الا عنہ لا یقع الخلاف مع
ان الکتاب المعتمدة عن آخرها متطابقة علی
اثباتہ ۔

میں کتابوں کومتون کے اطلاق پر اور اکثر کتب
اسی پر جاری ہیں اور عام تقریبات اس سے مستخرج
ہیں جیسا کہ ہمارے حاشیہ رد المحتار سے ظاہر ہے
اور میرے علم کے مطابق دونوں تصنیفوں میں یہ اصح
ہے اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ محققین نے تصریح کی
ہے کہ کلام دنیوی بالاتفاق مکروہ ہے ، اور اگر امام
نے اس سے ہی منع کیا ہے تو اب اختلاف مرتفع
ہو جائے گا حالانکہ تمام کتب اس اختلاف کے
ثبوت سے مالا مال ہیں۔ (ت)

بكراراتی میں زیرِ قلم مصنف اذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام (جب امام آجائے تو

کوئی نماز اور کلام نہیں۔ (ت) ہے،

اطلق في منع الكلام فشمّل التسبیح والذکر والعقود في النهاية اختلف المشائخ على قول ابي حنيفة قال بعضهم انما كان يكره ما كان من كلام الناس اما التسبیح ونحوه فلا وقل بعضهم كل ذلك مكروه والاول اصح وكن في العناية وذكرنا شرح ان الاحوط الانصات ويوجب ان يكون محل الاختلاف قبل شروعه في الخطبة ويدل عليه قوله على قول ابي حنيفة واما وقت الخطبة فان الكلام مكروه تحريماً ولو كان امراً بمعروف او تنبيهاً او غيره كما صرح به في الخلاصة وغيرها انتهى باختصار

منع کلام مطلقاً کہا، لہذا یہ تسبیح، ذکر اور قراءت کو بھی شامل ہوگا، نہایت میں ہے کہ مشائخ نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول پر اختلاف کیا ہے بعض نے کہا یہاں وہی گفتگو مکروہ ہے جو لوگوں کی (دیوبند گفتگو) ہو۔ وہی تسبیح وغیرہ تو وہ مکروہ نہیں بعض نے کہا کہ یہ تمام مکروہ ہے اور پسلا اصح ہے اور حایہ میں بھی اسی طرح ہے، مشائخ نے ذکر کیا کہ احوط خاموش ہونا ہے اور یہ ضروری ہے کہ محل اختلاف خطبہ میں شروع ہونے سے پہلے ہو اور اس پر اس کے یہ الفاظ کہ ”ابو حنیفہ کے قول پر“ دلالت کر رہے اور خطبہ کے وقت کلام مکروہ تحریمی ہے خواہ امر بالمعروف یا تنبیہ یا اس کی مثل ہو جیسا کہ خلاصہ وغیرہ میں اس پر تصریح ہے انتہی باختصار (ت)

طحاوی در المختار مجتہد الفاظ اذان میں ہے،

قوله وغيرها احق لاحوط والاظهر۔

اس کا قول ”اس کے علاوہ الفاظ“ مثلاً احوط واظهر ہیں۔ (ت)

در مختار میں فتاویٰ خیریت سے ہے،

بعض الالفاظ اکد من بعض فلفظ الفتوى اکد من لفظ الصبح والاحوط اکد من الاحتياط او مخصصوا۔

بعض الفاظ بعض کی نسبت زیادہ مؤکد ہوتے ہیں لفظ فتویٰ، لفظ صبح سے اور احوط احتیاط سے زیادہ مؤکد ہے اور مختصراً (ت)

۱۴۸/۲	مطبوعہ ایچ ایم سید کینی کراچی
۵۴/۱	مصطفیٰ البابی مصر
۱۵/۱	مطبوعہ مجتبیٰ دہلی

باب صلوة الجمعة	سبحان الرائی
خطبة الكتاب	سبحان المختار
•	سبحان در مختار

باجملہ خلاصہ کلام یہ کہ دعائے مذکور خطیب کے لئے مطلقاً اہل سامعین کے لئے دل میں بالاتفاق جائز اور مذہب امام شافعی و قول امام ابی یوسف پر اُن کے لئے زبان سے بھی قطعاً اجازت اور ارشاد امام کی ایک تخریج پر مکرر دوسری پر جائز، اگر فتویٰ نے دونوں کی تصحیح کی تو اصدائے صحیحین پر دعائے مذکور امام و مقتدین سب کو دل و زبان ہر طرح سے باتفاق مذہبین حنفی و شافعی مطلقاً جائز و مشروع، اور علما تصریح فرماتے ہیں کہ جب ترجیح مختلف مشکالی ہو تو مکلف کو اختیار ہے کہ اُن میں سے جس پر چاہے عمل کرے اصلاً عمل اعتراض و انکار نہیں۔ بحوالہ اثنی عشر و غیرہ میں ہے،

متی کان فی المسئلة قولان مصححان جہانہ جب مسئلہ میں دو، تو ان میں ہوں تو ان میں سے الفقہاء والا فاء باحدہما۔ ایک پر فتویٰ اور فقہار جائز ہوتی ہے۔ (دست)

والہد فقیر غفرلہ تعالیٰ یا آنکہ یہاں تصحیح ہمیں کو ارجح جانتا ہے ہمیشہ سامعین کو بین الخطبتین دعا کرتے دیکھا اور کبھی منع و انکار نہیں کرتا ہے ہذا جملۃ القول فی ہذا الباب والمفصیل فی فتاوانا بعون الوہاب (اس مسئلہ میں یہی گفتگو کا خلاصہ ہے اور اس کی تفصیل اللہ تعالیٰ کی اعانت سے ہمارے فتاویٰ میں ہے۔ ت)

ترجمہ درمختار کی علامت بریلی سے وہ نقل معلوم نہیں کہ اُس نے اپنے زعم میں علامت بریلی سے کون لوگ مراد لئے، اُس کے زمانے میں ان اقطار کے اعلم علامہ اپنے عصر و عصر میں حقیقتاً صرف وہی عالم دین کے مصداق تھے یعنی خانہ المحققین سیدنا ابوالوالہ قدس سرہ الماجد، فقیر برسوں جماعت میں ائمہ اسے حضرت دعا سے مشرف ہوا حضرت مدوح قدس سرہ جلسہ بین الخطبتین میں دعا فرمایا کرتے اور سامعین کو دعا کرتے دیکھ کر کبھی انکار نہ فرماتے اور ترجمہ کے زمانے سے پہلے بریلی میں اس امر کا استغناء ہوا، مولانا احمد حسین مرحوم تلمیذ اعلیٰ حضرت سید العلماء مولانا العرفان اللہ قدس سرہ الامجد نے جواز و مشروعیت پر فتویٰ دیا اعلیٰ حضرت فوراً اللہ مرقدہ الشریف وفاضل اجل مولانا سید یعقوب علی صاحب رضوی بریلوی و مولوی سید محمود علی صاحب بریلوی وغیرہم علامتے کرام نے اُس پر مہر فرمایا یہ فتویٰ مولوی صاحب مرحوم کے مجموعہ فتاویٰ مستفی بقیہ سبب میں مسدود و مشمول اور اطمینان مسائل کے لئے یہاں منقول،

سوال: چرمی فرمایند علامتے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ بیٹھا امام کو بعد قرائت خطبہ پہلے کے سنت ہے یا نہیں؟ اور خطیب کس قدر جلسہ میں توقف کرے اور یہ اوقات

قبولیت دعا سے ہے یا نہیں؟ اور دُعا مانگنا یا تو اٹھانے کے متحمل ہے یا نہیں؟ یعنی اَوْ جَوَا
 الجَوَاب: بیٹنا خلیب کا درمیان دونوں خطبوں کے سنت ہے، چنانچہ صحیح بخاری شریف میں باب القعدة
 میں الخطبتین يوم الجمر میں مرقوم ہے،

حدثنا مسدد ثنا بشر بن المفضل ثنا
 عبید اللہ عن نافع عن عبد اللہ بن عمرو
 قال كان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 یخطب خطبتین یقعد بیہما۔
 مسدد نے بھی اور انھیں بشر بن مفضل نے انھیں
 نافع نے انھیں عبید اللہ بن عمر نے بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ
 تعالیٰ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو دو خطبوں
 کے درمیان بیٹھتے۔ (ت)

اور اس بیٹھنے کو سنت بمقدار تین آیات ملگیری میں بالتحریک بیان کیا ہے،
 والی خمس عشر الجلس بین الخطبتین
 حکذا فی البحر الرائق و مقدار الجلس
 بیہما مقدار ثلث آیات فی ظاہر الروایة
 حکذا فی السراج الموهب
 پندرہویں سنت دو خطبوں کے درمیان بیٹنا ہے
 اسی طرح بحر الرائق میں ہے، ان کے درمیان
 بیٹھنے کی مقدار ظاہر الروایة کے مطابق تین آیات
 کی تلاوت کی مقدار ہے۔ ایسے ہی سراج الراجح
 میں ہے۔ (ت)

اور بیچ تین حصوں کے ایک اوقات قبول دعا سے ما بین الخطبتین ہے اور بیچ ظہر جلیل شرح حصین
 کے اس وقت مانگنا دعا کا طیبی سے نقل کیا،
 وساعة الجمعة ارجى ذلك وقتها ما بین ان
 یجلس الامام فی المظنة الى ان یقف
 الفصل ۱۰۰
 اور ساعت جمعہ کی بہت امید والی ان وقتوں کا
 ہے یعنی سب وقتوں میں سے ساعت جمعہ میں امید
 قوی ہے قبولیت کی اور وقت ساعت جمعہ کا ہے

ما بین بیٹھنے امام کے سے منبر پر خطبہ کے لئے تمام ہونے نماز تک، نقل کی یہ مسلم اور ابوداؤد نے۔ (ت)
 ظاہر تر یہ ہے کہ مراد بیٹھنے امام کے سے بیٹھنے امام کا ہے اول شروع خطبہ کے، اور دوسری وقت
 حرمت کلام کا ہے غیر امام کو، گناہات العلی (جیسا کہ علی نے بیان کیا۔ ت) اور طیبی نے بیٹھنے سے

۲۷/۱	مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی	باب القعدة بین الخطبتین	لے صحیح البخاری
۱۴۷/۱	نورانی کتب خانہ پشاور	الباب السادس عشر فی صلوۃ الجمعة	لے فتاویٰ ہندیت
۲۱ ص	افضل المطابع لکھنؤ	اوقات الاجابة	لے حصین

بیٹنا درمیان دونوں خطبوں کے مراد رکھا ہے، اور ایک روایت میں ساعت جمعہ کی یہ ہے انتہی، اور بھی صاحب فتح الباری نے اُن تمام اوقات اجماعت دعا سے ایک جلسہ امام کو درمیان خطبتین فرمایا ہے۔

حیث قال الشُّنُونُ عند الجلوس بين الخطبتين
حكاه الطَّبَّي عن بعض شراح المعاصير
ان کے الفاظ میں تیسواں مقام دونوں خطبوں کے درمیان بیٹنے کا وقت ہے، اسی طبعی نے بعض شارحین معاصیر سے نقل کیا ہے۔ (د)

اور بھی شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ اوقات اجماعت دعا سے شمار فرمائے ہیں ایک اُن میں سے جلسہ کرنے کی خطبہ کو درمیان خطبتین قرار دیا ہے۔
www.maktabaaz.com
العاشر ما بین خروج الامام الى انت تمام
الصلوة الحادی عشر ما بین انت یہ جلس
الامام علی المنبر الى ان تقضى الصلوة
الثانی عشر ما بین اول الخطبة والفراغ
منها الثالث عشر عند الجلوس بين
الخطبتین۔
دسواں امام کے نکلنے اور اقامت نماز تک ہے
گیارہواں امام کے منبر پر بیٹنے سے لے کر اختتام
نماز تک ہے، بارہواں شروع خطبہ سے لے کر
اس سے فراغت تک ہے، تیرہواں دونوں خطبوں
کے درمیان بیٹنے کے وقت ہے۔
(د)

اور وقت جلسہ خطیب کے کلام کرنا نزدیک امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے درست ہے تاہم غانیہ میں نقلاً عن العاصیہ مرقوم ہے،

ولو سكت الخطيب حين جلس ساعة قبال
ابو يوسف يباح له التكلم في تلك الساعة۔
امام منبر پر بیٹے کر ایک ساعت خاموش رہا تو
امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اس وقت گفتگو
مباح ہے (د)

اور در مختار میں مثل اس کے مرقوم ہے، اور صحیح بخاری شریف میں کہ اصح اکتب بعد کتاب اللہ کے ہے بیچ
باب رفع الیدین فی الخطبة کے عین حالت خطبہ میں دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منقول،
اور ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم روز جمعہ کے خطبہ فرماتے تھے کہ ایک شخص آیا پس کہنا اسے

لے فتح الباری باب الساعة التي في يوم الجمعة مطبوعه مصطفى الباني مصر ۴۱/۳
لے حاشیہ شرح حصین حصین سیوطی
لے فتاویٰ تمار غانیہ کتاب الصلوة، شرائط الجمعة مطبوعه ادارة القرآن الاسلامیہ کراچی ۶۹/۲

رسول اللہ کے ہلاک ہوئے جاتے ہیں چارپائے اور ہلاک ہوئے جاتے ہیں شاة (بکریاں) پس دعا فرماؤ اللہ سے یہ کہ ترک کرے ہم کو، پس دراز کئے آپ نے ہاتھ مبارک اپنے اہل و عیال سے دعا کی کہ،

حدثنا مسدد ثنا حماد بن سريد عن عبد الله بن

عن انس وعن يونس عن ثابت عن انس

قال بينما النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

يخطب يوم الجمعة اقام رجل فقام

يا رسول الله هذ لك الكراع وهذ لك الشاة

فادع الله ان يسقينا خمدا يديده ودعا

چارپائے ہلاک ہو رہے ہیں بکریاں ہلاک ہو رہی ہیں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بارش عطا فرمائے

تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ پھیلا دیئے اور دعا کی۔ (مت)

جبکہ کلام کرنا اُس وقت میں کلام مجتہد سے ثابت ہو اور مانگنا دعا کا عین حالت خطبہ میں آنحضرت صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت اور تحقق ہے، پس مانگنا دعا کا کہ افضل العبادات سے ہے نزدیک حق تعالیٰ

جل وعلا کے، اور وہ وقت قبولیت دعا کا ہے موافق مرقوم بالا کے اور اکثر روایات معتبرہ کے، اور مانع

کلام وغیرہ کا پڑھنا خطیب کا تھا وہ بھی اُس وقت میں نہیں ہے کمال مستحسن ہوگا، اور بھی یہ مفتاح الصلوٰۃ

کے دعا مانگنا ہاتھ اٹھا کے درست فرمایا اور مقدار جلسہ کی بعد رستہ آیات کے مجتہبی سے اور سندہ اہل بیت دعا

کی صحیح مسلم و شارح صحیح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ساتھ لفظ صواب کے نقل کی، مفتاح الصلوٰۃ

میں مرقوم ہے :

ورمیان دو خطبہ کہ امام بنشیند دعا بطریق اولیٰ

جائز خواہ بود علی الخصوص ورا عادیث آمدہ کہ

ساعة الاجابة ما بين ان يجلس الامام

في الخطبة الى ان تقضى الصلوة كما

صح في صحيح مسلم وجزم الامام النووي

في شرح مسلم وقال هو الصواب ليس بايد

ورمیان دو خطبوں کے درمیان جب امام بیٹھتا ہے تو اس

وقت دعا کرنا خصوصاً بطریق اولیٰ جائز ہونی چاہئے

کیونکہ عادیث میں آیا ہے کہ قبولیت کی ساعت

امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر اختتام نماز تک

ہوتی ہے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور امام نووی نے

شرح مسلم میں اسی پر جزم کرتے ہوئے فرمایا یہی

کر در وقت جلوس کہ در ظاہر الروایۃ مقدار سہ آیت وار دست کما فی المعجبی وغیرہ سر بنا آتانی الدنیا حسنة وفي الآخرة حسنة وقنا عذاب النار خواند کہ عمل بر ظاہر الروایۃ و احادیث صحیحہ واقع گردد و اگر دست برداشتہ بخواند موافق طریقہ دعا کہ در احادیث مست واقع گردد و عمل بزرگان نیز مست۔

صواب ہے لہذا امام کے بیٹھے کے وقت ، جو ظاہر الروایۃ کے مطابق تین آیات کی مقدار ہے جیسا کہ معجبی وغیرہ میں ہے ، یہ دعا پڑھ لی جائے اسہ ہمارے رب ! ہمیں دنیا میں بہتری اور نیکی عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچائے تاکہ ظاہر الروایت اور احادیث صحیحہ پر عمل ہو جائے اور اگر دعائیں ہاتھ اٹھائے تو یہ بھی اس طریقہ دعا کے موافق ہے جو احادیث میں آیا ہے اور اسلاف کا بھی عمل ہے۔

اور ایسا ہی پنج فتوح الادراد کے مرقوم ہے اور پنج حصین کے ایک آداب دعائیں رفع یدین کو بسند حدیث تحریر کیا ہے و رفعہما مع و انہ یكون رفعہما حذو المنکبین و اوس یعنی آداب دعا سے ہے اٹھانا دونوں ہاتھوں کا طرف آسمان کے ، نعل کی یہ صحاح ستہ میں ، اور یہ کہ ہود سے ہاتھ اٹھانا برابر منڈیوں کے ، نعل کی سنن ابوداؤد و احمد و حاکم نے ، اس سے خوب واضح ہوا کہ دعائیں اٹھانا ساتھ رفع یدین کے چاہئے ، البتہ خالی ہاتھ اٹھانا بغیر دعا کے جھٹ اور بے فائدہ ہے اور یہ بھی واضح و لائح ہوا کہ دعائیں اٹھانا اور ہاتھ نہ اٹھانا آداب دعا کے سے دور ہونا ہے واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب۔

احمد عینی بیگ غفر اللہ لہ - محمد رضا علی خاں - سید یعقوب علی رضوی - خدیویم اعلیٰ سید محمد علی سید محمد ذاکر عینی حنفی۔

علمائے بریلی رحمہم اللہ تعالیٰ کا فتویٰ یہ ہے اور عل وہ - واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جملہ مجداتہ و احکامہ۔

منہ الملک احمد علی خاں بریلی بانس منڈی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز جمعہ میں کوئی سورہ کلام مجید کی

چھوٹی پڑھی جائے یا بڑی اور چھوٹی پڑھی جائے تو کس قدر، اور بڑی پڑھی جائے تو کس قدر، یہی وجہ کہ مسجد کی یہ حالت ہے کہ کچھ نمازی اندر سایہ کے اور کچھ باہر فرشتے پر کہ جہاں بالکل دُھوپ اور فرشتے بھی گرم ہوتا ہے۔

الجواب

جمہور میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلی رکعت میں سورہ جمد، دوسری میں سورہ منافقون، اور کبھی پہلی میں سبح اسمہ ربك الاعلیٰ اور دوسری میں ہل ائک حدیث الغاشیة ثابت ہے، اور حسب حاجت و مصلحت کی بیشی کا اختیار ہے، اور اگر مقتدیوں پر تکلیف و ناگواری ہو تو اختصار لازم ہے مگر حتی الامکان قدر مسنون سے کمی نہ کرے کہ قدر مسنون کا محض کسل کی وجہ سے ناگوار ہونا اُن کا قصور ہے جس میں وہ مستحق رعایت نہ اُس کے سبب ترک سنت کی اجازت، ہاں اگر مثلاً کوئی مریض یا ضعیف ایسا ہو کہ بقدر سنت پڑھنا بھی اُس کے لئے باعث تکلیف ہو گا تو اُس کی رعایت واجب ہے اگرچہ نماز جمعہ کو ثواب و اخلاص سے پڑھنا ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم